خطبہ حرم

آزمائشوں کی حکمتیں

تحریر: فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر اسامہ خیاط حفظہ اللہ

حمد وثناء کے بعد: اللہ کے بندو! اللہ سے ڈرو، اس تک پہنچنے کا ذریعہ ڈھونڈو، اس پر توکل کرو، اور اس منظر کو یاد کرو جب تم اس کے سامنے کھڑے ہو گے۔ ﴿يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ أَخِيهِ ○ وَ أُمِّهِ وَ أَبِيهِ ○ وَ صَاحِبَتِهِ وَ بَنِيهِ○ لِكُلِّ امْرِءٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَأْنٌ يُغْنِيهِ﴾[عبس: ۳۴۔۳۷] ''اُس روز آدمی اپنے بھائی اور اپنی ماں اور اپنے باپ اور اپنی بیوی اور اپنی اولاد سے بھاگے گا۔ ان میں سے ہر شخص پر اس دن ایسا وقت آن پڑے گا کہ اسے اپنے سوا کسی کا ہوش نہ ہوگا''

اے اہل اسلام! جب آزمائش اترتی ہے، برائیوں کا نزول ہوتا ہے اور حوادثِ زمانہ کا تانتا بندھتا ہے تو بہت سارے لوگ اپنی نیندیں اڑا بیٹھتے ہیں اور اپنے دکھوں کی وجہ سے اس حق بات کو فراموش کر دیتے ہیں جسے وہ جانتے تھے، پھر حیرت درآتی ہے، شک زور پکڑتا ہے، حقائق چھوڑ دیئے جاتے ہیں، گمانوں کی پیروی کی جاتی ہے، بغیر علم اور بغیر عدل کے معاملات کا فیصلہ کیا جاتا ہے اور اس بات کو بھلا دیا جاتا ہے کہ اللہ کا قانونِ آزمائش اس کی مخلوق میں جاری وساری رہتا ہے۔

یہ وہ قانون ہے جس کے متعلق قرآن کا بیان بالکل واضح اور نمایاں ہے اور اس میں کوئی ابہام نہیں۔ چنانچہ ہمارے پروردگار کا فرمان ہے: ﴿أَحَسِبَ النَّاسُ أَنْ يُتْرَكُوا أَنْ يَقُولُوا آمَنَّا وَ هُمْ لَا يُفْتَنُونَ ○ وَ لَقَدْ فَتَنَّا الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِينَ صَدَقُوا وَ لَيَعْلَمَنَّ الْكَاذِبِينَ﴾ [العنکبوت ۱۔۳] ''کیا لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ وہ بس اتنا کہنے پر چھوڑ دیئے جائیں گے کہ ہم ایمان لائے اور ان کو آزمایا نہ جائے گا؟ حالانکہ ہم اُن سب لوگوں کی آزمائش کر چکے ہیں جو ان سے پہلے گزرے ہیں، اللہ کو تو ضرور یہ دیکھنا ہے کہ سچے کون ہیں اور جھوٹے کون۔''

اور فرمایا: ﴿لَتُبْلَوُنَّ فِي أَمْوَالِكُمْ وَ أَنْفُسِكُمْ وَ لَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَ مِنَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا أَذًى كَثِيرًا وَ إِنْ تَصْبِرُوا وَ تَتَّقُوا فَإِنَّ ذَلِكَ مِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ﴾

[آل عمران. ۱۸۶] ''مسلمانو! تمہیں مال اور جان دونوں کی آزمائشیں پیش آکر رہیں گی اور تم اہل کتاب اور مشرکین سے بہت سی تکلیف دہ باتیں سنو گے، اگر ان سب حالات میں تم صبر اور خدا ترسی کی روش پر قائم رہو تو یہ بڑے حوصلہ کا کام ہے۔''

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَ لَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوفِ وَالْجُوعِ وَ نَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ وَالْأنفُسِ وَالثَّمَرَاتِ وَ بَشِّرِ الصَّابِرِينَ ○الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُمْ مُصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلّٰهِ وَ إِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ○أُولٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِّنْ رَبِّهِمْ وَ رَحْمَةٌ وَ أُولٰئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ﴾ [البقرة: ۱۵۵۔۱۵۶] ''اور ہم ضرور تمہیں خوف و خطر، فاقہ کشی، جان و مال کے نقصانات اور آمدنیوں کے گھاٹے میں مبتلا کر کے تمہاری آزمائش کریں گے۔ اِن حالات میں جو لوگ صبر کریں اور جب کوئی مصیبت پڑے تو کہیں کہ ہم اللہ ہی کے ہیں اور اللہ ہی کی طرف ہمیں پلٹ کر جانا ہے۔ انہیں خوش خبری دے دو، ان پر ان کے رب کی طرف سے بڑی عنایات ہوں گی، اُس کی رحمت اُن پر سایہ کرے گی اور ایسے ہی لوگ راست رَو ہیں۔''

اللہ کے بندو! یہ ایک عام ربانی قانون ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبروں اور رسولوں کو بھی مستثنیٰ نہیں رکھا، حالانکہ ان کا مقام و مرتبہ بہت بلند اور ان کا درجہ بہت بالا ہے اور ان پر ان کے پروردگار کا بڑا کرم ہے لیکن اس کے باوجود ان سب کو آزمایا گیا۔ جیسا کہ اس حدیث میں آتا ہے جسے امام احمد رحمہ اللہ نے اپنی مسند میں اور امام ترمذیؒ، امام نسائیؒ اور امام ابن ماجہؒ نے اپنی سنن میں صحیح سند کے ساتھ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے کہا کہ اے اللہ کے پیغمبر ﷺ! کن لوگوں کو سب سے زیادہ آزمایا جاتا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: سب سے زیادہ آزمائشیں پیغمبروں پر آتی ہیں پھر درجہ بدرجہ دوسرے لوگوں پر، آدمی کو اس کے دین کے مطابق آزمایا جاتا ہے، اگر اس کے دین میں مضبوطی ہوگی تو اس کی آزمائش بھی کڑی ہو گی اور اگر اس کے دین میں نرمی ہوگی تو اسی کے مطابق اس کی آزمائش کی جائے گی۔ اس طرح آزمائش مسلسل بندے کے پیچھے لگی رہتی ہے حتیٰ کہ وہ زمین پر یوں چلتا پھرتا ہے کہ اس پر کسی گناہ کا بوجھ باقی نہیں رہتا۔''

خود نبی کریم ﷺ پر بڑی آزمائشیں آئیں، ذرا اندازہ کیجیے کہ آپ ﷺ کو اپنی قوم کی طرف سے کس قدر اذیت کا سامنا کرنا پڑا، انہوں نے آپ ﷺ کی تکذیب کی، مذاق اڑایا، لوگوں کو آپؐ کے دین سے ہٹانا چاہا، آپ ﷺ کو وطن چھوڑنے پر مجبور کیا، آپؐ کے خلاف اعلانِ جنگ کیا، لوگوں کو آپؐ کے خلاف اور آپؐ کی دعوت کے خلاف بھڑکایا، اور دارِ ہجرت یعنی مدینہ میں جہاں آپ ﷺ اپنے اہل و عیال اور صحابہؓ

کے ساتھ مقیم ہو گئے تھے، آ کر آپ ﷺ کے ساتھ جنگیں لڑیں اس نیت سے کہ آپ ﷺ کا خاتمہ کر دیں، آپ ﷺ کا دین تباہ کر ڈالیں اور آپؐ کی جڑ اکھاڑ دیں۔ اسی طرح انہوں نے مدینہ میں آپ ﷺ کے دشمن یہودیوں اور منافقوں کو آپؐ کے خلاف ابھارا، ان سب نے اکٹھے ہو کر آپ ﷺ کے خلاف چالیں چلیں اور منصوبے بنائے، آپ ﷺ کے خلاف مشرکوں کے ساتھ ساز باز کی اور دھوکے اور مکاری سے آپ ﷺ کو شہید کرنے کی کوشش کی۔

لیکن آپ ﷺ آزمائشوں اور ابتلاؤں کے اس میدان میں پہلے انبیاء کی طرح ثابت قدم رہے، مصیبتوں پر صبر کرتے رہے، اللہ کی راہ میں جہاد کا حق ادا کرتے رہے حتیٰ کہ اللہ کی مدد آ پہنچی، لوگ جوق در جوق اللہ کے دین میں داخل ہونے لگے، دین کی تکمیل ہوئی، اللہ نے اپنے بندوں پر اپنی نعمت تمام کی، انوارِ ہدایت نے تمام لوگوں کو ڈھانپ لیا اور ایمان کی بشاشت دلوں میں داخل ہو گئی اور نبی کریم ﷺ خوش خوش اور مطمئن اپنے رب سے جا ملے اور اپنے پیچھے اپنی امت میں دو ایسی چیزیں چھوڑ گئے جنہیں اگر لوگ تھامے رکھیں تو ہرگز گمراہ نہ ہوں۔ وہ دو چیزیں اللہ کی کتاب اور آپ ﷺ کی سنت ہیں۔

اللہ کے بندو! آزمائشوں پر صبر اور مصیبتوں پر ثابت قدمی کی یہ روش صرف اس یقین کامل کی وجہ سے تھی کہ اللہ نے اپنے بندوں کیلئے جو بھی آزمائش لکھی ہو، اس کے پیچھے دراصل اتنی عظیم حکمتیں اور مقاصد ہوتے ہیں کہ گنتی اور شمار میں نہیں آسکتے۔ ان میں سب سے بڑی حکمت یہ ہے جیسا کہ حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے صبر کا امتحان کر لے۔ تاکہ اس کی نیکی واضح ہو جائے اور وہ اس کے اولیاء میں شامل ہو جائے اور اس کے گروہ میں گنا جائے۔ چنانچہ اگر وہ مصیبتوں پر ثابت قدمی دکھائے اور آزمائشوں پر صبر کرے تو اللہ اسے چن لیتا ہے، اس کا انتخاب کرتا ہے، اسے عزت اور فضیلت کی پوشاکیں پہناتا ہے، اسے اجر و ثواب کے پہناوے عطا کرتا ہے، اسے قبولیت کے پردوں میں ڈھانپ دیتا ہے، اس کا خاتمہ اپنی رضا پر کرتا ہے اور اپنے اولیاء اور گروہ کو اس کے خادم اور معاون بنا دیتا ہے۔ لیکن اگر وہ منہ پھیر لے اور ایڑیوں کے بل پھر جائے تو اسے دھتکار دیا جاتا ہے اور دور کر دیا جاتا ہے، اسے رضا سے محروم کیا جاتا ہے، اس پر ناراضی لکھ دی جاتی ہے، اس کی آزمائشیں بھی کئی گنا بڑھ جاتی ہیں، بدبختی کے نمائندے اسے روندتے ہیں لیکن اس دوران اسے کسی کمزوری اور شکست کا احساس نہیں ہوتا البتہ بعد میں وہ سمجھتا ہے کہ ایک مصیبت اس کے حق میں کئی

مصیبتیں بن گئی ہیں۔

صبر کرنے اور واویلا مچانے کے ان دونوں درجوں کے درمیان حد فاصل صرف ایک لمحے کا صبر ہے اور اس لمحے میں اپنے دل کو مضبوط رکھنا ہی اصل فرق ہے۔ مصیبت تو دونوں کی ختم ہو جاتی ہے لیکن ایک کی مصیبت ختم ہوتی ہے تو بدلے میں کئی نعمتیں اور نوازشیں ملتی ہیں جبکہ دوسرے کے ہاتھ میں سوائے مایوسی اور ذلت کے کچھ نہیں آتا۔ کیونکہ یہ عزیز اور علیم ذات کی تقدیر ہے اور اس کا فضل ہے، جسے چاہتا ہے عطا کر دیتا ہے اور اللہ بڑے عظیم فضل والا ہے۔

جیسا کہ حدیث میں آتا ہے جسے امام ابن ماجہؒ اور امام ترمذیؒ نے اپنی اپنی سُنن میں حَسن سند کے ساتھ حضرت انس بن مالکؓ کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''بڑا بدلہ بڑی آزمائش کے ساتھ وابستہ ہے، اللہ تعالیٰ جس قوم سے محبت کرے، اسے آزمائش میں ڈالتا ہے، پھر جو راضی ہو جائے اسے رضا ملتی ہے اور جو بے صبری دکھائے اسے ناراضی ملتی ہے۔'' اس لیے اللہ کے بندو! اس میں کوئی تعجب کی بات نہیں کہ صبر بندے کو عطا کی جانے والی سب سے بہترین شے ہے۔ جیسا کہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''کسی آدمی کو صبر سے بڑی اور بہتر نوازش کبھی نہیں دی گئی۔''

اللہ کے بندو! اسی طرح آزمائش کی بڑی حکمتوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اللہ کیلئے بندگی کی تحقیق کر لی جائے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو تنگی اور آسانی، نعمت اور آزمائش دونوں حالتوں سے گزارتا ہے تا کہ تمام حالات میں اس کی بندگی جانچ لے کیونکہ بندہ درحقیقت وہی ہے جو تمام حالتوں میں اللہ کی بندگی پر قائم رہے۔ لیکن خوشحالی اور نعمت کا بندہ ایک کنارے پر یا ایک ہی حالت میں اللہ کی بندگی کرتا ہے اور دین میں شک، اضطراب اور تزلزل کا شکار رہتا ہے، اگر اسے خیر پہنچے تو مطمئن رہتا ہے اور اگر آزمائش آئے تو منہ کے بل پھر جاتا ہے۔ چنانچہ ایسا بندہ اللہ کے ان بندوں میں سے نہیں جنہیں وہ اپنی بندگی کیلئے چن لیتا ہے، جنہیں مرتبہ عطا کرتا ہے اور جن کے ساتھ بدلے میں اچھے انجام کا وعدہ کرتا ہے۔ اسی طرح آزمائش کی ایک حکمت یہ بھی ہے کہ بندہ اپنے پروردگار کے ہاں ایسا بلند مرتبہ اور باعزت مقام پالے جہاں تک وہ اپنے اعمال کی بدولت نہیں پہنچ سکتا، لیکن آزمائش اسے اس مقام پر پہنچا دیتی ہے۔ جیسا کہ حدیث میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے آتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے ہاں بندے کیلئے ایک مرتبہ مقرر ہوتا ہے جہاں تک وہ اپنے عمل کی بدولت نہیں پہنچ سکتا تو اللہ تعالیٰ اسے آزمائش میں ڈالتا ہے تا کہ اسے اس مرتبے سے ہمکنار کر دے۔''

[ابن حبان] اس لیے آزمائش دراصل وہ خیر ہوتی ہے جو اللہ اپنے بندے کیلئے پسند کرتا ہے اور اس کی تقدیر میں لکھ دیتا ہے اگر چہ بندے کی سمجھ میں نہ آئے۔ جیسا کہ حضرت ابو ہریرہؓ کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کو جس کی خیر منظور ہو، اسے وہاں تک پہنچا دیتا ہے۔'' [بخاری] یعنی اس چیز کی وجہ سے اس پر مصیبت ڈالتا ہے اور آزمائش میں مبتلا کر دیتا ہے۔

اس لیے اے برادرانِ گرامی! یاد رکھیئے کہ آزمائش دراصل ایمان کی چھلنی، اخلاص کی نشانی، راضی بہ رضا رہنے کی دلیل اور اللہ رب العالمین کی فرمانبرداری کی علامت ہے۔ یہ اس نفع مند دوا کی طرح ہے جو ایک مہربان، خیرخواہ اور مریض کے فائدے کو سمجھنے والا معالج مریض کو دیتا ہے۔ چنانچہ سمجھدار مریض کا حق ہے کہ صبر کے ساتھ اس کڑوی دوا کو نگل لے اور شکوے شکایت اور ناراضی سے قے نہ کر ڈالے۔

اس لیے بشارت اور خوشخبری ہے فلسطین، شام، برما، وسطی افریقہ اور دیگر علاقوں کے ان مسلمانوں کیلئے جن کے صحنوں میں آزمائشیں پیہم اتر رہی ہیں۔ جنہیں گھروں اور مالوں سے بے دخل کر دیا گیا ہے، جن کی حرمتیں پامال کی گئی ہیں اور جن پر زمین اپنی ساری وسعت کے باوجود تنگ پڑ گئی ہے کیونکہ انجام کار اللہ تعالیٰ دنیا میں اپنی جانب سے نصرت اور قوت عطا کرنے والا ہے اور آخرت میں اعلیٰ باغات۔ ﴿فَعَسَىٰ أَن تَكْرَهُوا شَيْئًا وَ يَجْعَلَ اللّٰهُ فِيهِ خَيْرًا كَثِيرًا﴾ [النساء: ۱۹] ''ہو سکتا ہے کہ ایک چیز تمہیں پسند نہ ہو مگر اللہ نے اُسی میں بہت کچھ بھلائی رکھ دی ہو۔''

دوسرا خطبہ

حمد و ثناء کے بعد، اللہ کے بندو! آزمائش کے موقع پر اور مصیبتوں کے حالات میں کچھ ایسے اسباب ہیں جو ثابت قدمی کیلئے معاون ہیں اور اس کیلئے راہ ہموار کرتے ہیں۔ چنانچہ ان میں سے ایک سب سے بڑا سبب یہ ہے کہ صدق دل سے اللہ کی جانب رجوع کیا جائے۔ اس پر توکل کیا جائے، اس کے حضور عاجزی اور زاری کی جائے اور گناہوں کو چھوڑتے اور ان سے بچتے ہوئے سچی توبہ کی جائے۔ کیونکہ آزمائش کسی گناہ کے سبب آتی ہے اور صرف توبہ سے ختم ہوتی ہے۔ جیسا کہ یہی بات امیر المؤمنین حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے بھی منقول ہے۔ اسی طرح ثابت قدم رہنے کیلئے انبیاء پیغمبروں، اللہ کے مخلص بندوں اور ان لوگوں کے واقعات پر غور و خوض کرنا چاہیے جنہیں آزمائشوں اور مصیبتوں سے دوچار ہونا پڑا۔ تاکہ ان کے حالات سے تسلی ملے اور

صبر و تسلیم کی اس روش کو اپنے لیے نمونہ بنایا جائے جس پر وہ آزمائش کے موقع پر قائم رہتے تھے۔

اسی طرح اپنے دینی بھائیوں بالخصوص اہل علم و فضل لوگوں کے متعلق حسن ظن رکھنا اور ان کے اقوال اور اعمال کی اچھی توجیہیں نکالنا اور مشکل مسئلوں کی وضاحت کیلئے پختہ کار علماء کی طرف رجوع کرنا اور ان سے سوال پوچھنا بھی آزمائش کے موقع پر ثابت قدمی کیلئے معاون ہے۔ اسی طرح خود پسندی سے بچنا، احکام کے اطلاق میں جلد بازی سے پرہیز کرنا اور واقعات کی من مانی توجیہیں اور تاویلیں نہ کرنا بھی ثابت قدمی کیلئے معاون ہے۔ اسی طرح قیل وقال سے گریز کرنا بھی آزمائش میں ثابت قدمی کا ایک وسیلہ ہے۔ اللہ نے اسے بندوں کیلئے ناپسند کیا ہے۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے تم پر ماؤں کی نافرمانی، بیٹیوں کو زندہ درگور کرنا اور ہاتھ روک کر مال جمع کرنے میں لگے رہنا حرام قرار دیا ہے اور قیل وقال کو، کثرت سوال کو اور مال ضائع کرنے کو تمہارے لیے ناپسند کیا ہے۔''

ہر سنی ہوئی بات کو بیان کر دینا بھی اسی زمرے میں آتا ہے۔ امام مسلم رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''کسی آدمی کے گناہ گار ہونے کیلئے اتنا ہی کافی ہے کہ ہر سنی ہوئی بات بیان کر ڈالے۔'' یہ ہے وہ راستہ جس پر اگرچہ ایک مسلمان کو ہر لمحے گامزن رہنا چاہیے لیکن آزمائشوں کے اوقات میں اور مصیبتوں کے موقع پر اس راستے پر چلنا اور زیادہ ضروری اور اہم ہو جاتا ہے۔ اس لیے اللہ کے بندو! اللہ سے ڈرو، اس سے سوال کرو کہ وہ ہر آزمائش سے بچائے رکھے اور خوشحالی ہو یا پریشانی، اس کا شکر ادا کرتے رہو۔

اے اللہ! اسلام اور مسلمانوں کو سربلند فرما۔ دائرہ دین کی حفاظت فرما، دین کے تمام دشمنوں کو اور سرکش و فتنہ پرداز لوگوں کو تباہ و برباد فرما، مسلمانوں کے دلوں میں الفت ڈال دے، ان کی صفوں میں اتحاد پیدا فرما، ان کی قیادت کی اصلاح فرما اور اے پروردگار عالم! انہیں حق پر جمع فرما دے۔ آمین یارب العالمین!

حاجی عبدالرزاق بن منشی کرم داد مرحوم کو صدمہ

مورخہ 20 اکتوبر بروز سوموار انجمن اہل حدیث جہلم کے سابق سیکرٹری منشی کرم داد مرحوم کے بیٹے اور حاجی عبدالرزاق کے چھوٹے بھائی طارق محمود محلہ مستریاں میں وفات پا گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون. مرحوم جامع مسجد اہل حدیث محلہ مستریاں کے مستقل نمازی اور انجمن اہل حدیث کے مخلص کارکن تھے۔ مرحوم کی نماز جنازہ رئیس الجامعہ حافظ عبدالحمید عامر نے پڑھائی جس میں جماعتی احباب نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔